

عدالتِ عظمیٰ پاکستان
(اختیارِ سماعت اپیل)

موجود:

جناب جسٹس مشیر عالم، جج
جناب جسٹس دوست محمد خان، جج

فوجداری عرضداشت برائے حصولِ اجازت اپیل نمبری ۱۹۲ اور ۹۲۸/۲۰۱۶
زیرِ شق (۳) ۱۸۵، آئین پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء
(بخلافِ حکم عدالتِ عالیہ پشاور، محررہ ۰۱-۰۸-۲۰۱۶
در فوجداری نظر ثانی درخواست نمبری ۱۶۵۰، ۱۶۱۹-پ/۲۰۱۶)

حبیب الرحمان (فوجداری عرضداشت نمبری ۲۰۱۶/۹۲۷)
فلک ناز عرف فلک نیاز (فوجداری عرضداشت نمبری ۲۰۱۶/۹۲۸) (ساملا ر، ن)
بنام

سرکار وغیرہ (فوجداری عرضداشت نمبری ۲۰۱۶/۹۲۷)
مسماں حسن زدگئی وغیرہ (فوجداری عرضداشت نمبری ۲۰۱۶/۹۲۸) (جواب کنندگان)

منجانب ساملا ر، ن: ملک ہارون اقبال، فاضل وکیل عدالتِ عظمیٰ (دونوں میں)
سید رفاقت حسین شاہ، منسلک وکیل عدالتِ عظمیٰ (غیر حاضر)

منجانب مسئول علیہ م: سید عبدالفیاض، فاضل وکیل عدالتِ عظمیٰ (دونوں میں)

منجانب سرکار: جناب زاہد یوسف، فاضل وکیل عدالتِ عظمیٰ (دونوں میں)
بمراہ جناب طاہر شاہ، تفقیشی افسر

تاریخ سماعت: ۰۸ ستمبر، ۲۰۱۶ء

فیصلہ

دوست محمد خان، منج:-

مختصر خلاصہ مقدمہ: مستغیثہ مسماۃ حُسن زدگئی نے مورخہ ۱۳-۱۲-۲۰۱۵ کو تھانہ خان رازق شہید پشاور کو رپورٹ کی کہ اُس کی بیٹی مسماۃ صداقت بی بی جس کا دو مرتبہ نکاح مختلف اشخاص سے ہوا لیکن شادی کے بعد دونوں مرتبہ اُس کو سابقہ خاوندوں نے طلاق دی اور یہ کہ صداقت بی بی کی عمر ۳۰/۳۵ سال کے قریب ہے۔

آخری بار محمد مسمار جو صوبہ سندھ میں رہائش پذیر تھا سے عدالت کے روبرو طلاق دیئے جانے کے بعد وہ محمد بدول، نائب مہتمم افسر تھانہ کمباڑہ، سکھر کے ساتھ آکر پشاور کے "ریکس ان" ہوٹل کے کمرہ نمبر ۱۰۶ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ متذکرہ پولیس افسر نے مورخہ ۰۵-۱۲-۲۰۱۵ کو بوقت چار بجے اُسکو ٹیلی فون کیا اور ہوٹل متذکرہ میں صداقت بی بی کے ساتھ موجودگی کے متعلق آگاہ کیا اور مجھے پشاور آنے کو کہا تاکہ اپنی بیٹی کو ساتھ لے جاؤں۔ مستغیثہ نے خود پشاور آنے کی بجائے اپنے بیٹے خالد کو اطلاع دی کہ وہ بہن کے پاس جائے اور گاؤں لے آئے لیکن میری بیٹی گھر واپس آنے کے لئے بھائی کے ساتھ آمادہ نہ ہوئی اور کہا کہ وہ اسماعیل کے ساتھ ہوٹل میں ہی رہے گی۔ مزید بیان کیا کہ مورخہ ۰۷-۱۲-۲۰۱۵ کو شوہر اش نے اُس کو سعودی عرب سے فون کر کے بتایا کہ خان شاہ نامی شخص نے صداقت بی بی کو اپنے قبضے میں رکھنے کا بتلایا۔ لہذا بغیر کسی تحقیق کے مستغیثہ نے (۱) خان شاہ (۲) ملک نیاز پسران محمد یوسف اور (۳) اسماعیل ولد خان جاء کے خلاف دعویٰ اری کی۔

۲۔ مستغیثہ کی رپورٹ مشکوک وجوہات کی بناء پر اور کہانی رپورٹ کو تسلی بخش نہ پا کر صرف روزنامچہ تھانہ میں مد نمبر ۱۲ پر درج کی گئی تاکہ اصل واقعات کا اور صحیح نتیجے پر پہنچنے کے لئے مزید تحقیق کی جائے۔ بعدہ دوران تفتیش مستغیثہ نے مزید پانچ ملزمان کو اپنے بیان میں صداقت بی بی کی اغوا نیگی کا ذمہ دار ٹھہرایا اور ضلعی سرکاری استغاثہ کے وکیل سے قانونی رائے لینے کے بعد مقامی پولیس نے مقدمہ علت نمبر ۱۴۷۹ تھانہ خان رازق شہید پشاور میں مورخہ ۲۳-۱۲-۲۰۱۵ کو زیر دفعات ۳۶۵-۳۴ اور ۱۴۸-۲۹ تہذیرات پاکستان درج کیا گیا۔

۳۔ سائل ملزم فلک ناز عرف فلک نیاز کو بعد از گرفتاری عدالت ابتدائی سماعت مقدمہ یعنی اضافی ضلعی جج نمبر ۵ پشاور نے مورخہ ۲۷-۰۶-۲۰۱۶ کو ضمانت پر رہا کیا تاہم عدالت عالیہ پشاور کے فاضل جج نے اُس کے خلاف دائر کی گئی منسوخی ضمانت کی درخواست نمبر ۱۶۵۰-پی/۲۰۱۶ منظور کی اور یوں وہ بھی گرفتار ہوا جبکہ عرضداشت نمبر ۹۲۷ میں ملزم حبیب الرحمان کی ضمانت درخواست اسی فاضل جج عدالت عالیہ نے ایک ہی حکم کے ذریعے خارج کی لہذا دونوں ساملا ر ن حصول اجازت اپیل کی استدعا کرتے ہیں۔

ہم نے مثل کا محتاط طریقے سے مکمل جائزہ لیا اور فاضل وکلاء کے دلائل سنے۔

۴۔ فاضل وکیل ساملا ر ن نے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ کوئی کسی قسم کی چشم دید یا دیگر تائیدی یا واقعاتی شہادت ر ن کے خلاف مثل مقدمہ پر موجود نہ ہے اور سائل حبیب الرحمان کے خلاف صرف محمد اسماعیل ملزم کا اقبالی بیان ہے جس کو وقوعہ میں اہم کردار کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

۵۔ جب ہم نے وکیل مستغیثہ سے دریافت کیا کہ کیا کلاقبال جرم میں محمد اسماعیل ملزم نے خود کو مکمل طور پر مجرم نہ ٹھہرایا اور ساری مجرمیت کا ملبہ سائل حبیب الرحمان پر ڈالا گیا تو کیا اس کی قانونی حیثیت ضعیف اور کمزور نہیں ہوگی نیز یہ کہ اس اقبال جرم کو تقویت بخشنے والی کسی قسم کی تائیدی اور توثیقی شہادت مثل مقدمہ پر موجود نہیں تو کیا ایسی صورت میں حبیب الرحمان سائل کو مقدمے میں سزا دیئے جانے کا کوئی امکان ہے۔ جواباً فاضل وکیل مستغیثہ اس قانونی نقطے پر کوئی استدلال پیش نہ کر سکا اور بجا طور پر وہ ایسا کرنے کی جسارت کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔

۶۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر اور استغاثہ کی داستان کو سرسری طور پر دیکھنے سے سائل حبیب الرحمان کا مقدمہ بھی مزید تحقیق و تفتیش کا طالب ہے۔ لہذا وہ ضمانت پر رہائی کا ناقابل تنسیخ حق رکھتا ہے۔ جہاں تک سائل نمبر ۵ بذریعہ عرضداشت نمبر ۲۰۱۶/۹۲۸ مسمی فلک ناز عرف فلک نیاز کا تعلق ہے اُس کا وقوعہ میں کردار نہ تو اقبالی بیان قابل ذکر طور پر دیا گیا ہے جو دوسرے ملزم نے روبروئے مجسٹریٹ قلمبند کیا نہ ہی اس کے خلاف کوئی دوسری قابل اعتماد چشم دید یا واقعاتی مواد پر مثل موجود ہے۔ لہذا ان حالات میں عدالت عالیہ نے اس کی ضمانت منسوخ کر کے قانونی غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور اس اہم نقطے پر خصوصی وکیل سرکار و مستغیثہ دونوں مذکورہ حکم عدالت عالیہ پشاور کا دفاع کرنے میں کسی قسم کی دلچسپی نہ لی۔

۷۔ یہاں پر ہم ضلعی اور عدالتِ عالیہ کے لئے مستقبل میں رہنمائی کے طور پر ضمانت کی منسوخی کے لئے زریں اصول جو کہ عدالتِ عظمیٰ نے بمقدمہ بعنوان طارق بشیر و دیگران بنام سرکار، شائع شدہ پاکستانی نظائر کار سالہ ۱۹۹۵ء عدالتِ عظمیٰ بر صفحہ نمبر ۳۴ پر واضح طور پر بیان کئے ہیں کی یاد دہانی کرانا چاہتے ہیں وہ یہ کہ اگر مجاز عدالت کسی ملزم کو معقول وجوہ یا وجوہات کی بناء پر ضمانت پر رہائی بخشے تو عدالتِ عالیہ اس میں مداخلت کرنے سے اُس وقت تک اجتناب کرے جب تک کہ یہ امر ثابت نہ ہو کہ عدالتِ ماتحت نے کسی ملزم کو ضمانت پر رہائی دیتے وقت زریں اور بنیادی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر اور قانون کی تقلید کرنے کی بجائے غیر اہم اور غیر متعلقہ مواد کو بنیاد بنا کر ضمانت پر رہائی عطا کی ہو تو اس صورت میں ہی عدالتِ عالیہ مداخلت کر سکتی ہے کیونکہ ذیلی دفعہ (۵) دفعہ ۴۹۷ ضابطہ فوجداری کی تشریح کرتے وقت مقننہ کی یہی مرضی اور منشاء ظاہر کرتی ہے کہ ضمانت کی منسوخی کے اختیارات صوابدیدی ہیں نہ کہ لازمی اور صوابدیدی اختیارات کا استعمال۔ مسمامہ اصولوں کو ذہن میں رکھ کر ہی استعمال کیا جاسکتا ہے چونکہ عدالتِ عالیہ پشاور ملزم فلک ناز عرف فلک نیاز کی ضمانت کی منسوخی میں بیان کردہ اصولوں کو نظر انداز کر کے ضلعی عدالت جو کہ سماعت کرنے کی مجاز ہے۔ درست اور صحیح وجوہات کی بناء پر مبنی فیصلے کے ذریعے مذکورہ ملزم کو ضمانت پر رہائی بخشی تھی جس کو زیرِ نظر فیصلے کے ذریعے بغیر معقول وجہ بتائے منسوخ کیا جانا انصاف اور قانون کے نقطہ نظر سے جائز نہیں سمجھا جاسکتا۔

۸۔ پولیس مقامی نے صحیح تفتیش کارِ رخ اختیار کرنے کی بجائے مقدمے کا سارا حلیہ بگاڑ دیا ہے نیز یہ محض مفروضہ ہے کہ مسماں صداقت بی بی مبینہ مغویہ کو قبائلی علاقہ میں لے جا کر قتل کیا گیا ہے کیونکہ اس مفروضے کو مفروضہ ہی رہنا دیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں کوئی معقول شہادت یا مواد مثل مقدمہ پر نہیں لایا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ وغیرہ میں جرم قتل سے متعلق دفعہ ۳۰۲ کا اطلاق نہیں کیا گیا۔

وجوہاتِ بالا دونوں سالہ ۲۰۱۶/۹۲۷، ۹۲۸ کی عرضداشتیں نمبری ۲۰۱۶/۹۲۷ کو اپیل کا درجہ دیا جاتا ہے اور دونوں کو منظور کر کے دونوں سالہ ۲۰۱۶/۱۴۷ کی کوئی کس ایک لاکھ روپے دو نفری ضمانت پر رہائی دی جاتی ہے۔ مزید برآں متفرق درخواست نمبری ۲۰۱۶/۱۴۷ ساتھ ہی ختم کی جاتی ہے۔

۸۔ حکم عدالت میں پڑھ کر سنایا اور سمجھایا گیا۔

نوٹ: چونکہ ہر دو عرضداشت ہائے بالا ایک ہی مقدمے اور ابتدائی اطلاقی رپورٹ سے تعلق رکھتے ہیں اس وجوہ کی بناء پر دونوں کو بذریعہ حکم ہذا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ تاہم مندرجہ بالا رائے سرسری جائزہ مواد پر مشتمل ہے لہذا عدالت ابتدائی سماعت اسے قطعی اور حرفِ آخر سمجھ کر اس کا کوئی اثر نہ لے۔

جج

جج

(اشاعت کے لئے منظور)

اسلام آباد، ۸ ستمبر ۲۰۱۶ء
ایم و سیم